

رجسٹرڈ نمبر ایکل ۲۶۵۰

ماہیج

شمس الاسلام
ماہنامہ

بھیر (مغربی پاکستان)

جائیت کلا ماہیج ۱۹۴۰ء

چند سالانہ

فی پرچہ ۴

شمس الاسلام بھیرہ

ہزارگریزی ماہ کی
پانچ تاریخ
کوٹ نچ ہوتا ہے

مدیر مسئول ● غلام حسین

جلد ۳۱

بابت ماہ مارچ ۱۹۶۰ء مطابق رمضان المبارک ۱۳۶۹ھ

شمارہ ۳

فہرست مضامین

صفحہ	صاحب مضمون	مضمون	نمبر شمار
۳	ادارہ	جرم انصار	۱
۵	محترم مولوی عبدالوہاب صاحب عندلیب	راست گفتاری	۲
۱۰	ادارہ	باب الحدیث	۳
۱۱	محترم حافظ نور محمد صاحب انور	رمضان المبارک	۴
۱۲	مولانا امین احسن اصلاحی	روزہ اور آفات روزہ	۵
۲۲	حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ و حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کلمات طہیات	۶

دارہ میں سرخ نشان چندہ ختم ہونے کی علامت ہے آئندہ ماہ کا رسالہ بذریعہ دی۔ پی ارسال ہوگا جس کے نایدا اختراجات سے بچنے
سرخ نشان کیلئے بہتر صورت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ می آرڈر بھیجیں۔ خریداری منظور نہ ہو تو اطلاع دیں۔ خدا را دی۔ پی واپس کر کے ایک
اسلامی ادارہ کو نقصان نہ پہنچائیں خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

باتہم غلام حسین ایڈیٹر نیشنل پبلشرز شنگائی پریس مرگہا میں چھپ کر دفتر جریدہ شمس الاسلام صاحب مسجد بھیرہ سے شائع ہوا۔

بزم انصار

کاروائی جلسہ لاندہ جی انصاریہ

از قلم مولوی غلام حسین صاحب بیرو

جلسہ حزب انصار کی تیس بہاریں گزر چکی ہیں اب مجد اللہ تعالیٰ اکتیسویں سن کا آغاز کر رہا ہے۔ سان تیس سالوں میں اس کی مذہبی تبلیغی اور اصلاحی خدمات کے اثرات رنگون سے پیشاد رنگوں میں اور شمالی پنجاب میں بالخصوص موجود ہیں۔

۱۲ فروری ۱۹۸۰ء بروز جمعہ المبارک بعد از نماز جمعہ پہلے اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ اس اجلاس میں حضرت مولانا افتخار احمد صاحب بگٹی مدظلہ امیر حزب انصار نے کلمات افتتاحیہ میں سال گذشتہ کی کارگزاری، تبلیغی خدمات دارالعلوم عزیز بنریہ، ملحقہ پرائمری سکول جامعہ مسجد کے کوائف وغیرہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔۔۔ کہان اماروں میں ڈھائی صد کے قریب طالب علم تعلیم سے بہرہ ور ہو رہے ہیں جن میں غریب اور نادار بچوں کے جملہ اخراجات قیام و طعام سبق و طبی کا دوا وغیرہ بھی کفیل ہے۔

آپ نے سلیہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ کچھ صبر پہلے اپنے ضلع کے ایک حاکم اعلیٰ جامع مسجد میں تشریف لائے انہوں نے جامع کے صحن میں مختلف ٹکڑیوں میں جامعوں کو دیکھا کہ کسی جگہ درس قرآن مجید ہو رہا ہے اور دوسری جگہ دوسرے معلم حدیث تشریف کا درس دے رہے ہیں۔ کہیں ادب عربی وغیرہ اور کہیں فارسی نظم کا دور چل رہا ہے اور کہیں پرائمری جماعتوں کے ننھے ننھے بچے قرآن مجید کشش کلمات دوائے قنوت وغیرہ یاد کر رہے ہیں۔

یہ منظر دیکھ کر غلطوٹا ہوئے تو مجھ سے فرمانے لگے کہ

بانی حزب انصار رحمۃ اللہ علیہ کے پیش نظر صرف خدمت دین تھی اسی نظریہ کو انہوں نے ہر سطح، ہر مجلس ہر گاؤں و شہر میں قائم رکھ لیا یہی جذبہ مجلس مرکزیہ حزب انصار کی تاسیس کا سبب بنا

مجلس کے ماتحت جامع مسجد بیرو میں تبلیغی سالانہ جلسہ کی بنیاد رکھی دورانِ دنوں جبکہ تبلیغی اجلاس خالی خالی ہوتا کرتے تھے کہ ہر سال سالانہ تبلیغی کانفرنس ہوا کرے گی۔ جس میں ملک کے چیدہ چیدہ مشائخ عظام اور علمائے کرام کو دعوت دی جائے گی۔ تاکہ علوم انسانی کو مذہبی تعلیم سے روشناس کرایا جائے

اس جلسہ کو اللہ کریم نے اس قدر مقبولیت عطا فرمائی کہ یکمپور۔ راولپنڈی۔ گجرات۔ جہلم۔ میانوالی۔ جھنگ سرگودھا کے اضلاع کے کثیر تعداد میں صاحبین شرکت فرمے ہیں کہ جامع مسجد کا وسیع صحن تنگ دامانی کا شکوہ کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

اب کہ ۱۲، ۱۳، ۱۴ فروری ۱۹۸۰ء کو تیسویں سالانہ جلسہ کی تالیف کا اعلان کیا گیا تھا۔ چنانچہ ان تواریخ پر ہزار ہا سامعین حضرات نے شرکت فرما کر کارکنان حزب انصار کو حوصلہ افزائی فرمائی اور خوشنودی الہی کے حامل ہوئے۔

چوتھا اجلاس۔ بعد از نماز عشر منعقد ہوا جس میں حضرت مولانا سید غلام محی الدین صاحب گیلانی اور مولانا محمد شریف صاحب جلوی کی تقاریر ہوئیں۔ یہ اجلاس رات کے نہ بجے اختتام پذیر ہوا۔

پانچواں اجلاس

زیر صدارت حضرت صاحب سجادہ صاحبزادہ مطلوب الرسول صاحب مدظلہ العالی صبح ساڑھے آٹھ بجے شروع ہوا۔ اس میں مولانا کریم بخش صاحب اور مولانا محمد امیر الدین صاحب کی تقاریر دلپذیر ہوئیں۔

ان حضرات کی تقاریر کے بعد حضرت امیر حزب الانصار نے آئندہ سال کا پروگرام اور سالانہ آمد و خرچ کا گوشوارہ پیش کیا اور چند بیتنامات لوگوں تک پہنچانے کے ان پر خود بھی عمل کریں اور دوسروں تک میری کمزور آواز پہنچائیں۔

۱۔ آپ کو جہاں غریب و نادار پچھڑے آپ اُسے دارالعلوم جامع مسجد بیہرہ میں بھیجیں جس کے بعد اخراجات کا دارالعلوم عزیزیہ کفیل ہوگا۔ اپنے بچوں کو قرآن مجید یاد کرائیں اور۔
۲۔ حفظ قرآن مجید کے لئے انہیں دارالعلوم میں داخل کرائیں انشاء اللہ تین سال میں حافظ بنایا جائے گا اس کے جلد سبق و طبق کا مدرسہ کفیل ہوگا۔

۳۔ اپنے بچوں کو دینی تعلیم سے بہرہ ور کرنے کے لئے دارالعلوم میں داخل کرائیں جہاں ان کو مکمل دینی تعلیم دی جائے گی اور چار سال میں عالم بنا کر آپ کے پاس بھیجا جائے گا۔
۴۔ اپنے چھوٹے بچوں کو گجریہ پرائمری سکول جامع مسجد بیہرہ میں داخل کرائیں تاکہ دنیادی تعلیم کے ساتھ قرآن مجید اور نماز وغیرہ کی تعلیم دے کر بچے کو دیندار بنایا جائے۔

۵۔ اس سال دسمبری جمعیت کے لئے بیس مل پاکستان طلبہ کی ضرورت ہے جن کو پہلے سال یونیورسٹی میں

ان کے اخراجات کس طرح پورے کئے جاتے ہیں اور فنڈز کی کیا صورت ہے تو میں نے ان سے عرض کیا کہ سب کچھ ہے اور کچھ نہیں۔

سب کچھ کا مطلب یہ ہے کہ فنڈز محض اللہ اور رسول کا نام ہے اور کچھ نہیں کا مطلب یہ ہے کہ مستقل آمدنی بالکل نہیں محض ارباب خیر کی توجہ سے چل رہا ہے۔ حزب الانصار کا یہی اندیشہ ہے۔ ترویج دارالعلوم اور حزب الانصار آپ کی ہے کپ اپنے بچوں کو دینی تعلیم کے لئے دارالعلوم میں داخل کرائیں۔ اور اس کی سرپرستی فرما کر عطا اللہ مجد ہوں۔

میں تمام بیرونی جہان اور سامعین حضرات سے درخواست کروں گا کہ ان ہر سہ ایام میں آپ حزب الانصار کے جہان ہیں آپ کو ان چار قوتوں میں مفت کھانا پیش کیا جائے گا آپ سب یہ کھانا تناول کر کے ممنون کریں۔

آپ کے بعد علامہ مہارم مولانا محمد حنیف صاحب سجادہ نشین نے فضائل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر میل فرمایا جو نماز عصر تک جاری رہا۔

دوسرے اجلاس میں حاضرین کی اس قدر کثیر تعداد تھی کہ جامع مسجد مکمل طور پر بھر لوڑ تھی۔ اس اجلاس میں داعی شیریں بیان مولانا سید عبدالرحمن شاہ صاحب نے فضائل صحابہ پر تقریر فرمائی جو کہ رات کے ساڑھے بارہ بجے تک جاری رہی تیسرا اجلاس صبح ساڑھے آٹھ بجے شروع ہوا جس کے ابتدائی وقت میں چھوٹے بچوں نے تقاریر کیں۔ بچوں کی تقاریر کے بعد فاضل لاہور مولانا عبدالحمید صاحب کی اتباع سنت اور دوسری تقریر محبت رسول کے موضوع پر ہوئی اور اجلاس نماز ظہر کے لئے ملتوی کیا گیا۔

نماز ظہر کے بعد مولانا سید کریم حسین شاہ صاحب اور مولانا عطا محمد صاحب کی تقاریر عصر تک ہوتی رہیں۔

راست گفتاری

محترم جناب مولوی عبدالوہاب صاحب خلیفہ

وَلَجَبْتَبُوا قَوْلَ الشُّرُورِ

سے اس پر روشنی ڈالتے ہیں کہ آپ کے اس اسوہ حسنہ سے بھی کوئی ناواقف نہ رہے۔

صدق کے متعلق آپ کے اقوال۔

۱۔ سب سے زیادہ مفسد قلب اور دشمن ایمان جھوٹ ہے اسی بنا پر حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ ہر جھوٹ سے بھولنے کے دل پر ایک سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے جو پھلتا جاتا ہے اور کچھ دیر کے بعد اس کا پورا قلب سیاہ و تاریک ہو جاتا ہے جس کے بعد دنیا کی تمام برائیاں خوشامیگر میں نظر آتی ہیں انسان اندھا ہو جاتا ہے بھلے بُرے میں مطلق تمیز نہیں رہتی۔“ (ترغیب)

۲۔ ایک بار آپ نے فرمایا: ”لوگو! سچ بولنے کی کوشش کرو اور (راستی) کا خیال رکھو۔ اگرچہ اس میں تکلیف اور نقصان ہی کیوں نہ معلوم ہو اور یاد رکھو سچ میں ہی نجات ہے۔“ (ترغیب)

۳۔ آپ سے لوگوں نے عرض کیا کہ حضور! آدمی کا کمال کس بات میں ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا:۔ راستی قول اور صدق عمل میں۔

۴۔ بہت سے لوگ حصول زر کے لئے جھوٹ بولتے ہیں لیکن ان کا خیال غلط ہے اس کی نسبت آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ جھوٹ بولنے سے روزی گھٹ جاتی ہے۔

۵۔ ایک بار آپ نے فرمایا۔ ”جس کو چار چیزیں حاصل ہو گئیں پھر تمام دنیا سے کچھ بگا نہ لے تو کچھ غم نہیں۔ (۱) امانت داری

ہر دعوئی کے لئے صادق ہونا ضروری ہے | علم الاخلاق میں اصلاح قلب و درست معاشرت کے لئے

سب سے زیادہ راست گفتاری کی ضرورت ہے اسی واسطے ہر مصلح و داعی الی الحق کے لئے ہر ایک باب میں سچا ہونا ضروری ہے کیونکہ جب وہ خود سچا نہ ہو گا تو لوگ اُس کے قول کی کیونکر تصدیق کرینگے کمالِ علم و دانش یہ ہے کہ انسان گفتار و کردار میں اقوال و افعال میں اعمال و عقائد میں نیک و بد کو پہچان لے حق کو باطل سے تمیز کر لے اور سچ کو جھوٹ سے جدا کر لے جب کسی آدمی کو یہ کمال حاصل ہو جاتا ہے تو اُس کے دل میں محنت پیدا ہو جاتی ہے جو تمام سعادتوں سے اعلیٰ و ارفع ہے قرآن کریم میں اس کی شہادت ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے کہ:-

وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا وَلَا يَخْلُفُ اللَّهُ مَا عَدَّ لِمَنْ شَاءَ (دج ۳ بقرہ ص ۲۷)

”اور جس کو حکمت دی گئی تو اُس نے بڑی دولت پائی۔“

صدق اور راست گفتاری باقی تمام محسن اخلاق کا سنگ بنیاد ہے اور جب تک کسی طبیعت میں پوری سچائی نہ ہو اس میں کوئی اور اعلیٰ خوبی ہوئی ممکن ہی نہیں حضور اقدس و اعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جامع صفاتِ حسنہ تھے اسلئے آپ کے صدق اور راستی اور راست گفتاری پر واقعات سے استدلال کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ تاہم ہم آپ کے اقوال و افعال

کہ اگر آدمی جھوٹ جیسی بد عادت چھوڑ دے تو بہت سے دوسرے گناہوں سے بھی بچ سکتا ہے اسی ایک بد خصلت کو چھوڑنے سے بہت سی بد خصلتیں جاتی رہتی ہیں۔

چنانچہ ایک شخص حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں آیا اور عرض کی۔ ”یا رسول اللہ! میں چار عادتوں سے مجبور ہوں۔ ایک چوری کرتا ہوں۔ دوسرے شراب پیتا ہوں۔ تیسرے زنا کرتا ہوں، چوتھے جھوٹ بولتا ہوں۔ ان چاروں بد عادتوں کو بھاری گناہ نہیں سمجھتا۔ ان میں سے ایک عادت کو حضورؐ کی خاطر جو ارشاد فرمائیں ترک کر دوں گا“

آپؐ نے سن کر ارشاد فرمایا جھوٹ نہ بولا کرو۔ وہ شخص جب گھر گیا۔ رات کو شراب کا ارادہ کیا پھر سوچا کہ اگر صبح کو حضرتؐ نے پوچھا کہ ”کہ شراب تو نہیں پی؟ میں کیا جواب دوں گا۔ اگر سچ کہہ دیا تو رسوا ہوں گا اور دُڑے لگائے جائیں گے اگر سچ نہ بولا تو پھر جھوٹ جائے گا۔ یہ خیال کر کے شراب سے باز آیا۔ نفسانی جوش پر زنا کے لئے اٹھا تو پھر بھی یہی خیال دامن گیر ہوا اور اُس سے بھی رُک گیا۔ آدمی رات کو چوری کے ارادہ پر تیار ہوا تو پھر بھی یہی اندیشہ گذرا کہ اگر بچڑا بھی دگیا اور صرف گمان پر مجھ سے پوچھا گیا تو کیا کہوں گا؟ اگر سچ کہتا تو شرمندہ ہوں گا اور ہاتھ کٹوانے کی سزا کا مستحق ٹھہروں گا اور اگر چھپایا تو پھر جھوٹ بولا۔ آخر کار چوری کی عادت بھی چھوٹ گئی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ان چاروں بد خصلتوں سے تائب ہو گیا۔

۱۱۔ زبان کو لغویات اور فضول اور جھوٹی باتوں سے روکنا ایک ایسا وصف ہے کہ جو خدا نے صادق کی بارگاہ اقدس کے علاوہ لوگوں کی سوسائٹی میں بھی قابلِ عزت و احترام ہے ایک دفعہ صحابہ کرامؓ میں سے کسی نے حضورؐ سے پوچھا: ”اگر ان کا سب سے بڑا دشمن کون ہے؟“ آپؐ نے زبان کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ ”اور اس میں کچھ شک نہیں کہ صرف زبان کے

(۱۲) راست گفتاری (۱۳) دیانتداری (۱۴) اہل حلال۔“

(مشکوٰۃ شریف)

۴۔ ایک بار آپؐ نے ارشاد فرمایا: ”جس وقت کوئی جھوٹ بولتا ہے تو فرشتے اس کی بدبو سے ایک میل ہٹ جاتے ہیں۔“ (ترمذی)

۵۔ آپؐ کو جھوٹ سے اس قدر نفرت تھی کہ آپؐ نے لوگوں سے فرمادیا کہ جھوٹ آدمی کی عبادت بھی خدا کے ہاں مقبول نہیں ہوتی۔ چنانچہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص روزہ میں جھوٹ بولے اور لغو کاموں کو نہ چھوڑے تو خدا کو کچھ پروا نہیں کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے“

۸۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے پوچھا: ”حضور! جنت پانے کا عمل کیا ہے؟“

آپؐ نے فرمایا: ”صدق۔“ کیونکہ جب آدمی سچا ہوتا ہے تو نیکی کرتا ہے اور جب نیکی کرتا ہے تو ذرا ایمان پیدا ہوتا ہے اور جب ایمان نہ ہوتا ہے تو جنت میں داخل نہ ہوتا ہے۔

۹۔ ایک بار آپؐ نے عام طور پر فرمادیا: ”جھوٹ اور جھوٹ دوزخ میں لے جاتا ہے“

۱۰۔ کیونکہ صدق بخوکاری کی طرف لے جاتا ہے اور بخوکاری جنت کی طرف رہبری کرتی ہے اور جو شخص ہمیشہ سچ پر قائم رہتا ہے وہ بارگاہِ الہی میں صدیق لکھا جاتا ہے اور خبردار جھوٹ سے بچو۔ کیونکہ جھوٹ بدکاری کی طرف لے جاتا ہے اور بدکاری آگ کی طرف رہبری کرتی ہے اور جو شخص جھوٹا ہوتا ہے وہ بارگاہِ خداوندی میں کذاب لکھا جاتا ہے۔

(بخاری و مسلم شریف)

جھوٹ سے بچنا بہت سے گناہوں سے بچاتا ہے۔

۱۱۔ حضورؐ اور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات کو خوب سمجھتے تھے

خدا کی پاک کتاب (قرآن مجید) کی اس آیت شریفہ میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَخْنُ فَكَ الَّذِي يَقُولُوْنَ
فَاِنَّهُمْ لَا يَكْتُمُوْنَكَ وَاَلَيْكَ الظَّالِمِيْنَ بِاٰيٰتِ الْكِتٰبِ
يَخْتَدُوْنَ - (پ انعام رکوع ۴)

”ہم جانتے ہیں کہ اسے پیغمبرانِ کافروں کی باتیں
آپ کو غمگین کرتی ہیں کیونکہ وہ آپ کو جھٹلاتے نہیں البتہ یہ ظالم اللہ
کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔“

لکھا ہے کہ جنگِ بدر کے موقع پر انھیں بن شریق کی ابوہل
سے ملاقات ہوئی تو اُس نے پوچھا ”اے ابوالعلم میں تجھ سے
ایک بات پوچھتا ہوں یہاں ہم دونوں کے سوا اور کوئی ہماری بات
سننے والا نہیں تو مجھے سچ بتا دے کہ آیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
تجھے ہیں یا جھوٹے؟ ابوہل نے جواب دیا کہ ”اللہ کی قسم بیشک
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیشہ سچ بولتے ہیں اور انہوں نے کبھی
غلط بیانی نہیں کی۔“ (مشافہ)

اور اس کے بعد ابوہل نے یہ بھی کہا کہ یہ تو بتاؤ کہ جب
بنی قحطی سوار اور سقایت اور حجابت اور ندوہ اور نمرت سب
چنیروں کے مالک ہو گئے تو پھر بقیۃ قریش کے لئے کیا باقی رہ گیا؟
(مشافہ)

ابوسفیان کی شہادتِ قصیرم کے درجہ دار میں

ابوسفیانؓ اسلام لانے سے پہلے جب قصیرم کے
دربار میں پہنچے تھے تو اُس نے اُن سے آپؐ کی تفتیش و تحقیق
حالی کی غرض سے چند سوالات کئے تھے جن میں ایک سوال یہ
بھی تھا کہ دعائے نبوت سے قبل تم نے آپؐ کو جھوٹ بولتے
پایا ہے؟ ”ابوسفیان باوجودیکہ آپؐ کے سخت ہائی و دشمن تھے

برنگام ہونے اور جھوٹ بولنے میں سیکڑوں نکتے اور خدات قائم
ہوتے ہیں ہزاروں غوریزیاں ہوتی ہیں۔ دوستوں کے درمیان
عدالت پیدا ہو جاتی ہے اس لئے اگر تمام گناہوں کو ایک درخت
سے تشبیہ دی جائے تو ہر سال ماننا پڑے گا کہ اس درختِ عظیم کی
جڑ جھوٹ ہی ہے افسوس یہ ہے کہ جن قدر اس کو حقیر اور کم معزت
خیال کیا جاتا ہے حقیقت میں اُسی قدر حقیر و کم معزت نہیں بلکہ دیوہیب
اور تہم قاتل ہے۔

۱۲۔ ایک بار آپؐ نے یہاں تک فرما دیا کہ ”مومن ہر شق پر
پیدا ہو سکتا ہے مگر غلو و غصلیتِ خیانت اور جھوٹ یہ مومن میں نہیں
ہو سکتیں۔“ (مشافہ)

۱۳۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ
عنها فرماتی ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جھوٹ کے برابر کسی
نصرت کو قدر نہیں جانتے تھے۔“

آپؐ کی صداقت پر ابوہل کی شہادت

۱۴۔ بے شک آپؐ راست گفتار تھے اور راستی کو پسند فرماتے
تھے اور یہ خاص صفت آپؐ کا اس قدر تین اور عام تھا کہ مخالفین
و معاندین دشمن و بدخواہ اگرچہ آپؐ کو محو شاعر، محزون، حواس
باختہ وغیرہ القاب سے یاد کیا کرتے لیکن کبھی کسی نے کاذب
نہیں کہا۔ ابوہل جو سب دشمنوں کا سرغنہ تھا اس کو بھی آپؐ کی
راست گفتاری اور صدق کا اعتراف تھا۔ چنانچہ وہ کہا کرتا تھا
”کہ محمدؐ! میں تم کو جھوٹا نہیں کہتا۔ البتہ جو کچھ تم کہتے ہو اُس کو
میں سمجھ نہیں مانتا۔“

اور ایک روایت میں ہے کہ ”اُس نے کہا ہم کو آپؐ
کی راست گفتاری اور صادق البیانی پر تو شبہ نہیں ہے اور ہم
آپؐ کو تو نہیں جھٹلاتے۔ البتہ جو کچھ آپؐ نے لایا ہے اور جو کچھ
آپؐ فرماتے ہیں اُس کو ہم جھٹلاتے ہیں اور اُس سے ہم نہیں ملتے۔“

ہو کر جواب دیا: ”ہاں“ بے شک کہنے کا اب تک آپ کی نسبت ہم کو کسی قسم کی مدح و گدگئی کا تجربہ نہیں ہوا ہے۔ یعنی ہم نے آپ کو کبھی جھوٹ بولتے نہیں دیکھا ہے

کہا تیری ہر بات کا یاں یقین ہے
کہ چین سے صادق ہے تو اور امیں ہے
جب آپ نے یہ اقرار لے لیا تو ارشاد فرمایا:—
اَتَىٰ فَلَیْمٌ لِّکُمْ جَنِّیْ جَدَّیْ عَدَا اِبْنِ سُلَیْمٍ
میں تمہیں ایک سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو تمہارے سامنے ہے۔

کہا اگر مری بات یہ دل نشیں ہے۔
تو سن لو غلات اس میں اصلا نہیں ہے
کہ سب قافلہ یاں سے ہے جانے والا
ڈرو اس سے جو وقت ہے آنے والا

الوہب کی شغافات نے اس خطبہ کو پورا نہ ہونے دیا
اور نہایت استغاث سے کہا: دو کیا ہم سب کو اس لئے
جمع کیا تھا یہ کہہ کر چل کھڑا ہوا۔ (بخاری شریف تفسیر سورہ تبت)

قریش کی کمیٹی میں آپ کے صادق القول

ہونے کی شہادت

مشرکین مکہ کی کمیٹی میں ایک دن یہ حل طلب سوال پیش ہوا
کہ دو جو لوگ نقد دراز سے گزرتے ہیں انہیں محمد (صلی اللہ
علیہ وسلم) کی نسبت کیا کہا جائے تاکہ وہ لوگ ان کی باتوں میں
نہ چھنیں اور ان کی غفلت کے قائل نہ ہوں؟ ایک نے کہا: ہم
بتلایا کریں گے کہ وہ کاہن ہیں۔ ولید بن مغیرہ (جو ایک غرائٹ
بڑھا تھا) بولا: ”میں نے بہتیرے کاہن دیکھے ہیں لیکن کہاں
کا ہنوں کی تنگ بندیاں اور کہاں محمد کا کام؟“ تم کو ایسی

گمراہیوں نے کہا: ”نہیں“

اس تمام گفتگو کے بعد قصیر دم نے جو تقریر کی اس میں اس
نے کہا: ”میں نے تم سے پوچھا کہ تمہارے نزدیک وہ کبھی
کذب کے بھی مرتکب ہوتے ہیں؟ تو تم نے خود ہی اعتراف کیا ہے
کہ نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر وہ خدا پر افترا باندھتے تو وہ
آدمیوں پر افترا باندھنے سے کب باز رہتے؟“ (بخاری شریف)
چنانچہ قرآن کریم نے اسی مضمون کو ان پاک الفاظ میں
بیان فرمایا ہے:—

اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِي لَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِ
اٰلِهٰی وَلَا فَلَیْمٌ لِّکُمْ جَنِّیْ

دو جھوٹ وہی بتاتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر یقین نہیں
رکھتے اور وہی لوگ جھوٹے ہیں۔

آپ کی راست گفتاری اور صدق
بیانی پر تمام قریش مکہ کا اتفاق

آپ کی راست گفتاری کی صفت اتنی مشہور و معروف تھی
کہ تمام قریش کیا مخالفت و موافق سب کو اس سے انکار نہ تھا۔

چنانچہ جب آپ کو بارگاہ خلافت دہدی سے یہ حکم ہوا:—
وَ اَذِّنْ رَعِیْشَیْکَ الْاَقْرَبَیْنِ۔

دو اپنے اقربا کو ڈراؤ۔ یعنی اسلام کی دعوت دو۔

تو حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ آپ نے تمام
قریش کو ایک پہاڑ (کوہ صفا) پر جمع کر پکڑا۔ اور ان کو جمع
کر کے ایک خطبہ دینا چاہا۔ جب سب لوگ آپ کے گرد جمع
ہو گئے تو آپ نے ارشاد فرمایا: ”و بتاؤ اگر میں تم کو یہ خبر
دوں کہ اس پہاڑ کے دامن سے ایک فوج نکلا جا رہی ہے
تو کیا تم میری نصرت کر دو گے؟“ سب نے بالاتفاق ہم آواز

منافق کی تین نشانیاں ہیں اگرچہ وہ روزہ رکھتا ہو، نماز پڑھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہو۔

(۱) بات کرے تو جھوٹ بولے (۲) وعدہ کرے تو پورا نہ کرے (۳) جب اُس کے پاس امانت رکھی جائے تو ضمانت کرے (مشکوٰۃ شریف)

حضرت عبداللہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) کا بیان ہے کہ میرے بچپن کے زمانہ میں ایک روز حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف لائے میں گھر سے باہر نہیں کھیلنے کے لئے جانے لگا تو میری ماں نے مجھ سے کہا ”ایک چیز لو اور باہر مت جاؤ“ حضور نے یہ سن کر میری ماں سے فرمایا ”تم اس کو کیا دینا چاہتی ہو؟ میری ماں نے عرض کیا ”کچھ“ آپ نے فرمایا ”اچھا بہتر ہے“ لیکن اگر تمہارا یہ وعدہ صرف بچے کو بہلانے کا بہانہ ہو تا اور حقیقت تمہاری نیت اُس کو کچھ دینے کی نہ تھی تو یہ بھی ایک جھوٹ تھا جو تمہارے نامہ اعمال میں لکھا جاتا“

ایک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کہیں تشریف لے جا رہے تھے راستہ میں آپ نے دیکھا کہ ایک آدمی اپنی بکری بیچ رہا تھا اور دوسرا اُس کی قیمت پوچھ رہا تھا۔ بیچنے والا کہہ رہا تھا کہ ”خلا کی قسم اس سے کم قیمت پر کبھی نہ بیچوں گا“ اور لینے والا کہہ رہا تھا کہ ”خلا کی قسم اس سے زیادہ قیمت میں نہ دوں گا“ آپ یہ سن کر آگے تشریف لے گئے جب واپس تشریف لائے تو آپ کو معلوم ہوا کہ وہ بیچ ہو چکی ہے اور ایک قیمت پر سمجھوتہ ہو گیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ دو ان دونوں میں سے جس نے اپنی قسم توڑی ہے۔ اس پر ایک ٹوکفارہ فرض ہوا اور دوسرا گناہ بھی اس کے نامہ اعمال میں لکھا گیا کہ اُس نے جھوٹ کا ارتکاب کیا۔



بات نہ کہنی چاہئے جس سے قبائل عرب یہ سمجھ لیں کہ ہم جھوٹ بھی بولتے ہیں۔“

نصر بن حارث نے کہا ”محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے سامنے بچے سے جوان ہوئے وہ تم میں صبر سے زیادہ پسندیدہ صادق القول اور امین تھے اب جب اُن کے باطن میں سفیدی آچکی ہے اور تمہارے سامنے یہ باتیں پیش کیں۔ تو کہتے ہو کہ وہ سادہ ہے، کاہن ہے، شاعر ہے، مجنون ہے، خدا کی قسم میں نے اُن کی باتیں سنی ہیں محمد میں یہ کوئی بات نہیں ہے۔“ (سیرت ابن ہشام)

ایک روایت میں ہے کہ یہ شخص نصر بن حارث آپ کا نہایت دشمن تھا چنانچہ اس کو شیطان قریش کہتے ہیں یہ جنگ بدر میں گرفتار ہو کر ملا گیا۔

غرض آپ کی کامل راست بازی اور راست گفتاری اور صدق پر آپ کے سخت سے سخت دشمن کو بھی کبھی حریف گیری کا موقع نہیں ملا۔ آپ جھوٹ سے سنت بنیز اور اس کو سب سے بڑا گناہ جانتے تھے آپ کے زمانہ میں ایک شخص نے کئی بار شراب پی اور اس کو مدد ماری گئی صحابہ میں سے ایک شخص نے اُس پر لعنت کی اور کہا کہ اس کا فساد کب تک جاری رہے گا۔ آپ نے اُس کو منع کیا اور فرمایا کہ ”اس کا دشمن شیطان بس ہے تو شیطان کا مددگار نہ ہو“ (مشکوٰۃ شریف)

جھوٹ بولنا منافق کی علامت ہے

اس ارشاد سے آپ نے واضح کیا کہ شراب خمار اور فاقہ و فاجر پر لعنت نہ کرنی چاہئے بلکہ اُس کے لئے دعا کرنی چاہئے کہ اُس کو توبہ نصیب ہو۔ لیکن جھوٹوں پر آپ نے لعنت فرمائی جس سے جھوٹ کی بُرائی ثابت ہو گئی بلکہ آپ نے اس کو منافق کی علامت قرار دیا چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ

باب الحدیث

۱۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مہینہ رمضان شریف کا آجانا ہو تو شیطان بھڑکے جاتے ہیں اور جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ بعض ظاہرین اعتراض کرتے ہیں کہ اگر شیطان بھڑکے جاتے ہیں تو پھر ماہ رمضان میں گناہ کیوں ہونے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ شیطان کی سابقہ گمراہی ہونے کی وجہ سے گناہ کا صدور ہوتا ہے کیا بہ نسبت اور مہینوں کے اس مہینہ میں عبادت کا زیادہ ہونا اس بات کی بنیادیں نہیں کہ اب شیطان کی تحریک کمزور ہے اور وہ مقید و مسدود ہے۔ یہ حضور ارشاد فرماتے ہیں کہ جس شخص نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور ثواب کے لئے روزے رکھے اس کے تمام صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

۱۲۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن آدم کے ہر نیک عمل کے بدلے دس نیکیاں ماسات کو نیک ملتی ہیں مگر روزہ کے متعلق ارشاد باری ہے کہ وہ میرے لئے ہے اور میں نے اس کا بدلہ دینا ہے۔ یعنی انسان جو نیک عمل کرنا ہے مخلوق کو ضرر اس کا علم ہوتا ہے۔ جیسے نماز و روزہ مگر روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا علم خدا تعالیٰ کے بغیر کسی کو نہیں ہو سکتا اور میں اس کا بدلہ دوں گا یعنی بے شمار اور بے حساب، وہ شخص نفسانی خواہش اور طعام کو میرے لئے چھوڑ دیتا ہے صائم کے لئے دو فرسخ ہیں ایک اقطار کے وقت اور ایک ثواب کے وقت۔ روزہ دار کے منہ کی بو خدا تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے زیادہ پاک ہے۔

۱۳۔ سہل بن سعد فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام باب ربیان ہے جس میں قیامت کے دن روزہ دار داخل ہوں گے اور کہا جائے گا کہ صائم کہاں ہیں۔ آئیں اور چلیں۔ جب وہ گزر جائیں گے تو دروازہ بند کیا جائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ بہشت کے آٹھ دروازے ہیں ایک کا نام ربیان ہے جس سے صرف صائم ہی داخل ہوں گے

عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ روزہ اور قرآن شریف دو نازل بارگاہ خداوندی میں شفاعت کریں گے۔ روزہ کے گناہ اسے خدا یہ شخص میری وجہ سے کھانے اور پینے سے رکھا رہا اور اس نے خواہشات نفسانی کو چھوڑ دیا۔ قرآن کریم کے گناہ اسے پروردگار۔ میری وجہ سے اس نے اپنی نیند کو چھوڑ دیا۔ یعنی مجھے سننا رہا۔

رمضان المبارک

محرم حافظ نور محمد صاحب انور ناظم منتر دعوت الہیہ

السلام اے ماہ رمضان السلام والسلام

السلام اے شہرِ فیثاں السلام والسلام

تیری آمد سے مستر کی گھٹائیں چھائیں بارشِ انوار برسی جمتیں نازل ہوئیں
تیری آمد ہے جہاں میں رحمت پر درگاہ تیری آمد ہے مسلمان کے لئے صدافشاں
تیری آمد سے یہ ملتا ہے پیامِ انبساط تیری آمد ہے مسلمان کے لئے مہرِ نشاں
تیری آمد ہے ہی ہے یہ مسلمان کو پیامِ صبح سے تا شام صائم، ترکِ اسبِ طعام
تیری آمد ہے سعادتِ مردِ مسلم کیلئے باعثِ تسکین ہے ہر فردِ مسلم کیلئے
تیرا ہر دن ہے مسلمان کے لئے کمالِ نجات تیری ہر شبِ اہلِ دین کی واسطے لیلِ نہاں
روزہ داروں کیلئے لائق ہے جنت کا تمام اے مسلمان یہ بشارتِ فیثاں ہے ماہِ صیام

اس مبارک ماہ کا لازم ہے ہم پر احترام

یہ ہے فرمانِ خدا انور مسلمانوں کے نام

روزہ اور اوقات روزہ

مولانا امین احسن اصلاحی

کوان پر قابو پانے کے لئے بڑی ریاضت کرنی پڑتی ہے یہ ریاضت اتنی سخت اور محنت شکن ہے کہ تدویم مذاہب کی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ توحید نفس کے بہت سے عالمین سرے سے اس چیز ہی سے بالوس ہو گئے کہ ان کو قابو میں بھی لایا جاسکتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ان کو قابو میں لانے اور ان کی تربیت کرنے کے بجائے ان کے ایک قلم ختم کر دینے کی تدبیریں پوسیں اور اختیار کیں لیکن اسلام ایک دینِ فطرت ہے اور یہ چیزیں بھی انسانی فطرت کے لازمی اجزاء میں سے ہیں جن کے بغیر انسان کے شخصی اور اجتماعی تقاضوں کی تکمیل نہیں ہو سکتی اس وجہ سے اس نے ان کو ختم کر دینے کی اجازت نہیں دی ہے بلکہ ان کو قابو میں کر کے ان کو صحیح راہ پر لگانے کا حکم دیا ہے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ ان کو قابو میں کرنا ان کو ختم کر دینے کے مقابل میں کہیں زیادہ مشکل کام ہے۔ ایک منہ زور گھوڑے کو ختم کر دینا تو اس کے لئے زیادہ اہتمام کی ضرورت نہیں ہندو کی ایک گولی اس کو ٹھنڈا کر دینے کے لئے بالکل کافی ہے لیکن اگر اس کو ام کو کے سواری کے کام میں لانا ہے تو یہ مقصد ایک ہار شہسوار بڑی ریاضتوں، بڑی مشقتوں اور بہت سے خطرات کا مقابلہ کرنے کے بعد ہی حاصل کر سکتا ہے۔

روئے کی عبادت اسلام نے اس لئے مقرر فرمائی ہے کہ ایک طرف نفس انسانی کے یہ سرکش رجحانات ضعیف ہو کر اعتدال پر آئیں اور دوسری طرف انسان کی قوتِ ارادی ان کو

شہوات اور خواہشات نفس کے غلبہ سے انسان کے اندر غلبے جو غفلت اور اس کے حدود سے جو بے پروائی پیدا ہوتی ہے اس کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے روزے کی عبادت مقرر کی ہے اس عبادت کا نشان تمام قدیم مذاہب میں بھی ملتا ہے، بالخصوص توحید نفس کے جتنے طریقے بھی غلط یا صحیح دنیا میں اب تک اختیار کئے گئے ہیں ان سب میں اس عبادت کو بڑی اہمیت حاصل رہی ہے۔ مذاہب کے مطالعہ سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ پچھلے ادیان میں اس عبادت کے آداب و ظام کی نسبت سے زیادہ سخت تھے اسلام دینِ فطرت ہے اس وجہ سے اس نے اس کی ان پانچوں کو نسبتاً نرم کر دینے اور انسان کی عام طاقت کے قتل سے زیادہ جتن، جن کو صرف خاص خاص لوگ ہی برداشت کر سکتے تھے۔

یہ عبادت نفس پر شاق ہونے کے اعتبار سے تمام عبادات میں سب سے زیادہ نمایاں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ نفس انسانی کی تربیت و اصلاح میں اس کا عمل بڑا مشکل ہے یہ انسان کے نہایت سرکش اور منہ زور رجحانات پر کند ڈالنے والی اور ان کو رام کرتی ہے۔ اس وجہ سے یہ عین اس کی فطرت کا تقاضا ہے کہ اس کے مزاج میں سختی اور درستی ہو۔

نفس انسانی کے جو پہلو سب سے زیادہ زور دار ہیں ان میں شہوات، خواہشات اور جذبات سب سے زیادہ نمایاں ہیں ان کی فطرت میں اشتعال، ہیجان اور جوش ہے اس وجہ سے ارادہ

ذمہ داری یہ کہ اس کی قوت پر واز ختم ہو جاتی ہے بلکہ آہستہ آہستہ وہ خود بھی ختم ہو جاتی ہے۔

روزہ اس صورت حال میں وقتاً فوقتاً تبدیلی کرنا رہتا ہے یہ ان چیزوں پر بہت سی پابندیاں عائد کر دیتا ہے جو شہوات و خواہشات کو تقویت پہنچانے والی ہیں اس سے آدمی کا کھانا پینا اور سونا سب کم ہو جاتا ہے دوسری لذتوں اور دلچسپیوں پر بھی بعض پابندیاں عائد ہو جاتی ہیں ان چیزوں کا اثر یہ ہوتا ہے کہ نفس کے شہوات میلانات کی جولانیاں بہت کم ہو جاتی ہیں۔ اور روح ملکوتی کو اپنی پسند کے میدانوں میں جولانی کے لئے موقع مل جاتا ہے۔

روزے کی یہی خصوصیت ہے جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے ساتھ ایک خاص نسبت دی ہے اور روزہ دار کو خاص اپنے ہاتھ سے اس کے روزے کی جزا دینے کا وعدہ فرمایا ہے یوں تو اسلام نے جتنی عبادتیں بھی مقرر فرمائی ہیں سب اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں لیکن روزے میں دنیا اور لذات دنیا کو ترک کر کے بندہ خدا سے قرب اور اس کے عطا کیے سے مناسبت اور تشبہ حاصل کرنے کی جو کوشش کرتا ہے اور اس کو کشش میں جو مشقت اٹھاتا ہے وہ روزے کے سوا کسی دوسری عبادت میں اس قدر نمایاں نہیں ہے۔ فقر، درویشی، زہد، تجرد، ترک دنیا اور تبتل الی اللہ کی جو شان اس عبادت میں ہے وہ اس کا خاص حصہ ہے بلکہ یہ کہنا بھی بے جا نہیں ہے کہ رہبانیت جس حد تک اسلام میں جائز رکھی گئی ہے اور جس درجہ تک اللہ تعالیٰ نے تربیت نفس کے لئے اس کو پسند فرمایا ہے اسلام میں یہی عبادت اس کا منظر ہے اگر ایک بندہ روزے کی ساری مشقتیں اور پابندیاں فی الحاقہ اسی لئے جھکتا ہے کہ اس کی روح اس عالم ناسوت کی دلدل سے آزاد ہو کر عالم لاہوت کی طرف پرواز کر سکے اور

دباتے اور ان کو حدود والہی کا پابند بنانے کے لئے طاقتور ہو جائے اپنے اس دوطرفہ عمل کے سبب سے تزکیہ نفس کے نقطہ نظر سے جیسا کہ ہم نے عرض کیا، اس عبادت کی بڑی اہمیت ہے اور اس کی برکات کی بھی کوئی حدود نہایت نہیں ہے۔ ہم یہاں اختصار کے ساتھ پہلے اس کی چند برکات کا ذکر کریں گے اس کے بعد اس کی انفات بیان کر دیں گے۔

روزے کی برکات

روح ملکوتی کی آزادی | روزے کی سب سے بڑی برکت یہ ہے کہ اس سے انسان کی روح ملکوتی کو نفسانی خواہشات کے دباؤ سے بہت بڑی حد تک آزادی حاصل ہو جاتی ہے ہماری روح ملکوتی کا حقیقی میلان ملاوعلی کی طرف ہے وہ فطری طور پر خدا کے تقرب، ٹیکہ سے تشبہ اور سفلیات سے تجرد کی طالب ہے اور مادی زندگی کے تقاضوں میں گرفتار رہنے کے بجائے اعلیٰ عقلی و اخلاقی مقاصد کے لئے پرواز کرنا چاہتی ہے روح کے ان تقاضوں اور نفس کے ان مطالبات میں جو خواہشات و شہوات سے پیدا ہوتے ہیں ایک کھلا ہوا تقادم ہے ان دونوں میں اکثر تقادم رہتا ہے اور اس تقادم میں اکثر جیت خواہشات و شہوات ہی کو ہوتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ خواہشات و شہوات کے مطالبے پورے کر دینے سے انسان کو فوری لذت و راحت حاصل ہوتی ہے برعکس اس کے مزج کے مطالبات پورے کرنے سے انسان کو کوئی فوری لذت حاصل نہیں ہوتی بلکہ اُلٹے اس کے لئے انسان کو اپنی بہت سی فوری لذتوں اور راحتوں کی قربانی دینی پڑتی ہے۔

یہ صورت حال ظاہر ہے کہ روح کے فطری میلانات کے بالکل خلاف ہے اگر یہی حالت عرصہ تک باقی رہ جائے اور روح کو اپنی پسند کے میدانوں میں جولانی کا کوئی موقع نہ ملے تو پھر

اُسے خدا کا قرب حاصل ہو سکے تو بلاشبہ اس کی یہ کوشش اسی چیز کی متحق ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے ساتھ خاص نسبت دے اور اس کی جزا خاص اپنے ہاتھوں سے دے۔ ایک حدیث کا ترجمہ ملاحظہ ہو جس میں یہ حقیقت بیان ہوئی ہے۔

دو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ابن آدم کا ہر عمل اس کے لئے ہے مگر روزہ۔ یہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ روزہ ایک سپر ہے جب کسی کا روزہ ہو تو اُسے چاہئے کہ نہ شہوت کی کوئی بات کرے اور نہ شور و شغب کرے اگر کوئی شخص اس سے کالم گھونج کرے یا لٹے جھگڑے تو وہ اس سے کہہ دے کہ بھائی میں روزہ سے ہوں اس خدا کی قسم جس کی مٹھی میں محمد کی جان ہے، روزہ دار کے منہ کی بول اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں، ایک اس کو اس وقت حاصل ہوتی ہے جب وہ روزہ کھولتا ہے اور دوسری اس کو اس وقت حاصل ہوگی جب وہ اپنے رب سے ملے گا۔

ایک دوسری روایت میں اسی سلسلہ کی کچھ اور باتیں ہیں جن سے حدیث کی اصل حقیقت پر روشنی پڑتی ہے اس وجہ سے ہم اس روایت کا ترجمہ یہاں دیتے دیتے ہیں۔

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بندہ اپنا کھانا اور

پینا اور اپنی شہوت میرے لئے چھوڑتا ہے

روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ

دوں گا۔ نیکیوں کا بدلہ دس گنا ہے (مسم کے الفاظ ہیں کہ) نیکیاں دس گنے سے لے کر سات سو گنے تک بٹائی جائیں گی مگر روزہ کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا بندہ اپنا کھانا پینا اور اپنی خواہش میرے لئے قربان کرتا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی اس کو اخطار کے وقت حاصل ہوتی ہے، دوسری خوشی اس کو اپنے رب کی ملاقات کے وقت حاصل ہوگی۔ اور اس کے منہ کی بول اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے“

ان دونوں روایتوں کو ملا کر خود کرنے سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عبادت کو اپنی طرف خاص نسبت کیوں دی ہے اور یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ خاص اپنے ہاتھ سے اس کا بدلہ دینے کا مطلب کیا ہے؟ اس کو خاص اپنے لئے خاص قرار دینے کی وجہ تو یہ ہے کہ بندہ محض اس کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے اپنی ان خواہشوں اور اپنے نفس کے ان مطالبات کو ترک کرتا ہے جن کا اس کے نفس پر رب سے زیادہ غلبہ ہوتا ہے۔ اور جن کے اندر اس کی تمام مادی خوشیاں اور تمام مادی لذتیں سمٹی ہوئی ہیں ان لذتوں سے محض اللہ کی رضا کے لئے منہ موڑ لیتا، اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند ہے کہ اس کو اس نے محبوبیت کا ایک خاص درجہ دیا اور فرمایا کہ بندہ روزہ خاص میرے لئے رکھتا ہے اور میری خوشی کے لئے اپنا کھانا پینا اور اپنی لذتوں کو چھوڑتا ہے۔

خاص اپنے ہاتھ سے بدلہ دینے کا مطلب یہ ہے کہ

اس کی حفاظت کر کے تو بھیجے اس نے اپنے آپ کو جہنم کے نذاب سے بچا لیا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے لئے جنت کی ضمانت دی ہے جو شخص ان دونوں چیزوں کی حفاظت کی ضمانت دے سکے ایک حدیث کا ترجمہ ملاحظہ ہو:-

”سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ان چیزوں کے بارے میں مجھے ضمانت دے سکے جو اس کے دونوں کونوں اور دونوں ٹانگوں کے درمیان ہیں میں اس کے لئے جنت کا ضمانت دیتا ہوں۔“ (متفق علیہا)

روزہ ان کی حفاظت کا بہتر سے بہتر انتظام کرتا ہے انسان کے لئے روزے میں صرف کھانا پینا ہی حرام نہیں ہو جاتا بلکہ لڑنا جھگڑنا، جھوٹ بولنا، غیبت کرنا اور غیر ضروری باتوں میں حصہ لینا بھی روزے کے مقصد کے بالکل خلاف ہو جاتا ہے اسی طرح صرف روزے میں صرف شہواتی تقاضوں کا پورا کرنا ہی حرام نہیں ہو جاتا۔ بلکہ وہ تمام چیزیں بھی روزے کے منشاء کے خلاف ہیں جو اس کے شہواتی میلانات کے نشہ دینے والی ہوں۔ روزہ خود بھی ان میلانات کو ضعیف کرتا ہے اور روزہ دار کو بھی ہدایت ہے کہ وہ سختی الامکان اپنے آپ کو ان تمام مواقع سے دور رکھے جہاں سے اس کے ان رجحانات کو غلبہ ہم پہنچ جانے کا امکان ہو، فتنہ کے ان دروازوں کے بند ہو جانے سے اس کے لئے ان کاموں کا کرنا نہایت آسان ہو جاتا ہے جو خدا کی رضا کے کام ہیں اور جن سے جنت حاصل ہوتی ہے اور ان کاموں کی راہیں بند ہو جاتی ہیں جو خدا کی ناراضی کے کام ہیں اور جن کے سبب سے آدمی دوزخ میں پڑے گا۔

ٹیکسوں کے بدلہ کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں باندھے ہوئے قاعدے ہیں حالات اور خصوصیات کے لحاظ سے ہر نیکی کا دس گنے سے لے کر سات سو گنے تک بدلے گا مثلاً فرض کیجئے ایک نیکی سا زگار حالات کے اندر کی گئی ہے اور دوسری نیکی مشکل حالات کے اندر کی گئی ہے یا ایک نیکی پوری احتیاط اور پوری نگہداشت کے ساتھ کی گئی ہے اور دوسری نسبت کم اہتمام اور کم نگہداشت کے ساتھ کی گئی ہے اس طرح کے فرق و اختلاف کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہر شخص کی نیکی کا موازنہ ہونا چاہئے وہ مذکورہ بالا اصول کے مطابق خدا کے رجسٹریں دستخیز ہو گا۔ اور یہ حقدار اس اجر کو حاصل کر لے گا لیکن روزے کی جو عبادت ہے اس کا صلہ اللہ تعالیٰ نے اس عام فارمولے کے تحت نہیں رکھا ہے بلکہ اس کا فیصلہ کسی اور فارمولے کے مطابق ہو گا جس کا علم صرف اسی کو ہے۔ جب ہزارینہ کا وقت آئے گا تب وہی اس کو کھولے گا اور خاص اپنے ہاتھ سے ہر روزہ رکھنے والے کو صلہ دے گا جس عبادت کی جزاء کے لئے یہ کچھ اہتمام ہو گا کون اندازہ کر سکتا ہے کہ آسمان وزمین سب کا مالک اس کی کیا جزا دے گا۔

سد ابواب فتنہ

اس کی دوسری برکت یہ ہے کہ آدمی کے اندر فتنہ کے جو بڑے بڑے دروازے ہیں روزہ ان کو بہت بڑی حد تک بند کر دیتا ہے آدمی کے اندر فتنے کے بڑے دروازے جیسا کہ ایک سے زیادہ حدیثوں میں تصریح ہے بطن اور فرج ہیں انہی کے سبب سے آدمی نہ جانے خود کتنی بلا کتنوں میں مبتلا ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی نہیں معلوم کتنی بلا کتنوں میں مبتلا کرتا ہے۔ یہی راستے ہیں جن سے شیطان انسان پر سب سے زیادہ حملہ آور ہوتا ہے اگر کوئی انسان

سکتا۔ چہ جائیکہ وہ شریعت کے حدود و قیود کی پابندی کر سکے
بالتعموم شریعت کا وہ حصہ جو انسان کو برائیوں سے روکتا ہے
بڑے مضبوط صبر کا مطالبہ کرتا ہے اس صبر کی مشق روزے سے
حاصل ہوتی ہے اور پھر اسی صبر سے وہ تقویٰ پیدا ہوتا ہے
جو روزے کا اصل مقصود ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا
كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔

”اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جس طرح
تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تا کہ تم تقویٰ حاصل کرو۔“
”تا کہ تم تقویٰ حاصل کرو“ یعنی تاکہ صبر اور برداشت کی تربیت
سے تمہاری قوتِ ارادی مضبوط ہو اور تمام تر غیبات و تحریکات
اور تمام مشکلات و موانع کا مقابلہ کر کے تم شریعت کے حدود
پر قائم رہ سکو۔ یہی قوتِ مومن کے ہاتھ میں وہ ہتھیار ہے جس سے
وہ شیطان کے ہراس دار و کور و کسکتا ہے جو وہ خواہشات
و جذبات اور شہوات کی راہ سے اس پر کمر تاسے چنانچہ اسی بنیاد
پر اس حدیث میں جو ادھر گزرتی ہے روزے کو ایک ڈھال کہا
گیا ہے اور روزہ دار کو یہ ڈھال استعمال کرنے کی تعلیم یوں دی
گئی ہے کہ اگر کوئی شخص اس سے کالم گونج یا لڑائی جھگڑا شروع
کرنے تو اس سے کہے کہ میں روزے سے ہوں۔

جذبہ ایشار کی پرورش

روزے سے انسان کے اندر جذبہ ایشار کی بھی پرورش
ہوتی ہے اور یہ جذبہ انسان کے ان اعلیٰ جذبات میں سے ایک
ہے جن سے ہزاروں نیکیوں کے لئے اس کے اندر حرکت
پیدا ہوتی ہے انسان جب روزے میں بھوکا پیاسا رہتا ہے اور
اپنی دوسری خواہشوں کو بھی دبانے پر مجبور ہوتا ہے تو اس طرح
اسے غریبوں، فاقہ کشوں، محتاجوں اور مظلوموں کے درد و دکھ

شیطان اس کے آگے بالکل بے بس ہو کر رہ جاتا ہے اس کی
ساری چوکرٹی بھول جاتی ہے وہ ڈھونڈتا ہے لیکن اس کو روزہ
دار پر حملہ کرنے کے لئے کوئی راہ نہیں ملتی یہی حقیقت ہے جو ایک
حدیث شریف میں اس طرح بیان ہوئی ہے۔

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے جنت
کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، دروازے
کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور
شیاطین کو بیڑیاں پہنا دی جاتی ہیں (منفق علیہ)

قوتِ ارادی کی تربیت

روزے کی تیسری برکت یہ ہے کہ یہ آدمی کی قوتِ ارادی کی
بہترین طریقہ پر تربیت کرتا ہے شریعت کے حدود کی پابندی
کے لئے سب سے زیادہ ضروری چیز یہ ہے کہ آدمی کی قوتِ
ارادی نہایت مضبوط ہو بغیر مضبوط قوتِ ارادی کے یہ بالکل نا
مکن ہے کہ کوئی شخص شہوات و جذبات اور خواہشات کے غیر
مستدل ہیجانوں کو دبا سکے اور جو شخص ان کے مضطر ہیجان کو
دبا نہیں سکتا اس کے لئے یہ محال ہے کہ وہ شریعت کے حدود
کو قائم رکھ سکے ایک ضعیف اور بچکے ارادہ کا آدمی ہر قدم پر
ٹھوکر کھا سکتا ہے جب بھی کوئی چیز اس کے غصہ کو اشتعال
دلانے والی سامنے آجائے گی وہ بڑی آسانی سے اس سے
منغوب ہو جائے گا جب بھی کوئی طمع پیدا کرنے والی چیز اس کو
اشارہ کر دے گی وہ اس کے پیچھے لگ جائے گا اور جہاں
بھی کوئی چیز اس کی شہوت کو اکسانے والی نظر آجائے گی۔ دیں
وہ پھل کے گریٹے لگا اس طرح کی ضعیف قوتِ ارادی کا انسان
دنیا میں عزم و ہمت کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا کام بھی نہیں کر

تلاوت اور اس کے تدبیر کے لئے کچھ خاص موزونیت رکھتی ہے غالباً یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت اتاری جب آپ غار حرا میں متکلف تھے نیز قرآن کے نزول کے لئے اللہ تعالیٰ نے رمضان کے مہینے کو منتخب فرمایا اور اس نعمت کی شکر گزاری کے لئے اس پورے مہینے میں روزے رکھنا امت پر فرض قرار دیا۔ بعض احادیث میں وارد ہے کہ رمضان میں حضرت جبریل علیہ السلام ہر شب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن مجید کا ذکر کرنے کے لئے تشریف لایا کرتے تھے اور جتنا قرآن مجید نازل ہو چکا ہوتا تھا اس کا ذکر فرماتے تھے رمضان کی راتوں میں تلاوت میں قرآن مجید سننے اور سنانے کی جو اہمیت ہے وہ ہر شخص کو معلوم ہے یہ ساری باتیں شہادت دیتی ہیں کہ قرآن مجید کو روزوں سے اور روزوں کو قرآن مجید سے گہری مناسبت ہے۔

تمثل الی اللہ

روزے کی اصل غایت دل، دماغ، جسم اور روح سب کا اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جانا ہے اسی چیز کو قرآن مجید میں تمثل الی اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے یہ مقام آدمی کو روزے سے حاصل ہوتا ہے اور اسی کو حاصل کرنے کے لئے روزے کے ساتھ احکام کو بھی شامل کیا گیا ہے اعتکاف اگرچہ ہر شخص کے لئے رمضان کے روزوں کی طرح ضروری چیز نہیں ہے بلکہ یہ اختیاری عبادت ہے لیکن ترکہ نفس کے نقطہ نظر سے اس کی بڑی اہمیت ہے اگر رمضان کے انہی عشرہ میں جبکہ روح میں تہجد اور انقطاع اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی ایک خاص کیفیت و حالت پیدا ہو جاتی ہے آدمی اعتکاف میں بیٹھ جائے تو اس سے روزے کا جو اصل مقصد ہے وہ کمال درجہ حاصل ہوتا ہے آنحضرت

اور ان کے شب و روز کا اندازہ کرنے کا بذات خود موقع ملتا ہے وہ بھوک اور پیاس کا مزہ کچھ کر بھوکوں اور پیاسوں سے بہت قریب ہو جاتا ہے ان کی ضرورتوں اور تکلیفوں کو سمجھنے لگتا ہے اور پھر ترقی طلبہ پر اس کے اندر یہ جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ اگر ان کے لئے کچھ کر سکتا ہے تو کسے روزے کا یہ اثر ہر شخص پر اس کی استعداد و صلاحیت کے اعتبار سے پڑتا ہے کسی پر کم پڑتا ہے کسی پر زیادہ۔ لیکن جس شخص کے روزے میں رہنے کی خصوصیات موجود ہیں اس پر روزے کا یہ اثر بڑا ضرور ہے جن کا جذبہ ابتداء کمزور ہوتا ہے روزہ کچھ نہ کچھ ان کو بھی متحرک کر دیتا ہے اور جن کے اندر یہ جذبہ قوی ہوتا ہے ان کے لئے تو روزوں کا مہینہ اس جذبہ کے ابھرنے کے لئے گویا موسم بہار ہوتا ہے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ترمیمیں اور فیض بخشیاں یوں تو ہمیشہ ہی جاری رہتی تھیں لیکن رمضان کا مہینہ تو گویا آپ کے جو دو کریم کام موسم بہار ہوتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یوں تو عام حالات میں بھی سب سے زیادہ فیاض تھے لیکن رمضان میں تو گویا آپ سرایا جو دو کریم ہی بن جاتے۔ (متفق علیہ)

قرآن مجید سے مناسبت

روزے کی حالت میں آدمی کی مناسبت قرآن مجید کے ساتھ بہت بڑھ جاتی ہے اس کی وجہ اول تو یہ ہے کہ بہت سی مادی دلچسپیوں اور بہت سے دنیاوی مشاغل کا بوجھ روزہ دار کے اوپر سے اتلا ہوا ہوتا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ نفس کے میلانات و رجحانات میں جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں روزے کے سبب سے بڑی تبدیلیاں پیدا ہو جاتی ہیں خاموشی خلوت مغیر ضروری مصروفیتوں سے علیحدگی اور ترک انقطاع کی ایک مخصوص زندگی جو روزہ دار کو حاصل ہوتی ہے قرآن کی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں جو اہتمام فرماتے تھے اس کا ذکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس طرح فرماتی ہیں

”جب رمضان کا آخری عشرہ آتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب بیداری فرماتے اپنے اہل و عیال کو بھی شب بیداری کیلئے اٹھاتے اور مکرر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے کھڑے ہوتے۔“

روزے کی آفات اور ان کا علاج

روزے کی برکات میں سے یہ چند برکات ہم نے بیان کی ہیں لیکن یہ برکتیں اس صورت میں ظاہر ہوتی ہیں جب آدمی اپنے روزے کو ان تمام آفتوں سے محفوظ رکھ سکے جو روزے کو خراب کر دینے والی ہیں یہ آفتیں چھوٹی اور بڑی بہت سی ہیں ہم ترکیبہ نفس کے طالبوں کی واقفیت کے لئے یہاں چند بڑی آفتوں کا ذکر کریں گے اور ساتھ ہی ان کے وہ علاج بھی بتائیں گے جو قرآن اور حدیث میں بیان ہوئے ہیں تاکہ جو لوگ اپنے روزوں کی حفاظت کرنا چاہیں ان سے اپنے آپ کو بچا سکیں۔

لذتوں اور چٹخاروں کا شوق

روزے کی عبادت جیسا کہ اوپر واضح ہو چکا ہے اس لئے مقرر کی گئی ہے کہ آدمی اپنی خواہشوں پر قابو پاسکے یہ مقصد اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے جب آدمی اس مقصد کو روزوں میں ملحوظ رکھے اور ان رغبتوں کو حتی الامکان جانے جن کے آگے اپنی روزمرہ زندگی میں وہ اکثر بے بس ہو جاتا کرتا ہے اور یہ بے بسی اس کو بہت سی اخلاقی اور شرعی

کمزوریوں میں مبتلا کر دیتی ہے لیکن بہت سے لوگ اس مقصد کو بالکل ملحوظ نہیں رکھتے ان کے نزدیک روزے کا مہینہ خاص کھانے پینے کا مہینہ ہوتا ہے بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اس مہینے میں کھانے پینے پر جتنا بھی خرچ کیا جائے خدا کے مال اس کا کوئی حساب نہیں ہوگا اس خیال کے لوگ اگر خوش قسمتی سے کچھ خوش حال بھی ہوتے ہیں تو پھر تو فی الواقع ان کے لئے روزوں کا مہینہ کام و دہن کی لذتوں سے متنوع ہونے کا موسم بہار ہی بن کر آتا ہے وہ روزے کی پیدا کی ہوئی بھوک اور پیاس کو نفس کشی کے بجائے نفس پروری کا ذریعہ بنا لیتے ہیں وہ صبح سے لے کر شام تک طرح طرح کے پکوانوں کے پروگرام بناتے اور ان کے تیار کرانے میں اپنے وقت صرف کرتے ہیں اور افطار سے لے کر سونک اپنی زبان اور اپنے پیٹ کی تواضع میں اپنا وقت گزارنے میں ایک ایسے بزرگ سے واقف ہوں جو ایک دیندار آدمی تھے لیکن ان کا نظریہ یہ تھا کہ رمضان کا مہینہ کھانے پینے کا خاص مہینہ ہے چنانچہ اس نظریہ کے تحت وہ رمضان کے مہینے کے لئے کھانے پینے کی مختلف چیزوں کا اہتمام بہت پہلے سے شروع کر دیتے تاکہ رمضان میں ان کے تنوعات سے بہت متنع ہو سکیں۔

ہر شخص جانتا ہے کہ روزہ کھانے پینے کے شوق کو اکسا دیتا ہے لیکن روزے کا مقصد اسی اکساہٹ کو دباتا ہے نہ کہ اس کی پروا کرنا۔ اس وجہ سے صحیح طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنی قوت کار کو باقی رکھنے کے لئے کھانے پینے کو ضرر دینے پر گزر نہ کھانے پینے کو اپنی زندگی کا موضوع نہ بنالے۔ جو کچھ بغیر کسی خاص سرگرمی اور بغیر کسی خاص اہتمام کے میسر آجائے اس کو صبر اور شکر کے ساتھ کھالے۔

اگر کوئی چیز لپٹ کے خلاف سامنے آئے تو اس پر بھی گھردلوں پر غصہ کا اظہار نہ کرے اگر کسی کو ٹخنہ نے قراعت اور خوشحالی دی ہو تو اسے چاہئے کہ وہ خود اپنے کھانے پینے پر اسراف کرنے کے بجائے غریب اور مسکین روزہ داروں کی مدد اور ان کو کھلانے پلانے پر خرچ کرے اس چیز سے اس کے روزے کی روایت اور برکت میں بڑا اضافہ ہوگا رمضان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فیاضی کا جو حال ہوتا تھا اس کے متعلق ایک حدیث اور پرگند چکی ہے۔ روزہ افطار کرانے کے ثواب سے متعلق ایک حدیث کا ترجمہ کا حفظ ہو۔

دو زید بن خالدؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرایا اس کے لئے روزہ دار کے برابر اجر ہے اور اس سے روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی نہیں واقع ہوگی۔ (ریاض الصالحین بحوالہ ترمذی)

اشتعال طبعیت

آدمی جب جھوکا پیاسا ہو تو فاعلہ ہے کہ اس کا غصہ بڑھ جایا کرتا ہے جہاں کوئی بات ذرا بھی اس کے مزاج کے خلاف ہوئی فوراً اس کو غصہ آجاتا ہے روزے کے مقاصد میں سے یہ چیز بھی ہے کہ جن کی طبیعتوں میں غصہ زیادہ ہو وہ روزے کے ذریعہ سے اپنی طبیعتوں کی اصلاح کریں لیکن یہ اصلاح اسی صورت میں ہو سکتی ہے جب آدمی روزے کو اپنی طبیعت کی اس غلابی کی اصلاح کا ذریعہ بنائے اگر وہ اس کو اپنی طبیعت کی اصلاح کا ذریعہ بنائے تو اس بات کا بڑا اندیشہ ہے کہ روزہ اس پہلو سے اس کے لئے مفید ہونے کے بجائے الٹا مضر ہو جائے یعنی اس کی طبیعت کا اشتعال کچھ اندر زیادہ ترقی کر جلتے جو شخص اس کو اپنی اصلاح کا ذریعہ بنا چاہے اس کے لئے ضروری ہے کہ جب اس کی طبیعت میں اشتعال پیدا ہو یا کوئی دوسرا اس کے اند

اس اشتعال کو پیدا کرنے کی کوشش کرے وہ فوراً اس بات کو یاد کرے کہ ”انا عائم“ میں روزے سے ہوں ادنیٰ چیز روزے کے مقصد کے بالکل منافی ہے یہ طریقہ اختیار کرنے سے آدمی کو غصہ پر قابو پانے کی تربیت ملتی ہے اور آہستہ آہستہ یہ تربیت اس کے مزاج کو بالکل بدل دیتی ہے یہاں تک کہ اس کو اپنے غصہ پر اس حد تک قابو حاصل ہو جاتا ہے کہ اس کو وہ دہیں استعمال کرتا ہے جہاں وہ اس کو استعمال کرنا چاہتا ہے لیکن بہت سے لوگ اسلام کے بتائے ہوئے اس اصول کے بالکل خلاف روزے کو سپر کے بجائے تلوار کے طور پر اشتعال کرنے کے عادی بن جاتے ہیں یعنی روزہ ان کے لئے ضبط نفس کے بجائے اشتعال نفس کا بہانہ بن جایا کرتا ہے وہ میری پر، بھرتی پر، لڑکوں پر، تھمتوں پر ذرا خدا سی بات پر برس پڑتے ہیں، صلواتیں منانے ہیں، گالیاں بکتے ہیں اور بعض حالات میں مار پیٹ سے بھی دریغ نہیں کرتے اور پھر اپنے آپ کو اس خیال سے تسلی دے لیتے ہیں کہ کیا کریں روزے میں ایسا ہو ہی جایا کرتا ہے

جو لوگ اپنے نفس کو اس راہ پر ڈال دیتے ہیں ان کے لئے روزہ اصلاح نفس کا ذریعہ بننے کے بجائے ان کے بگڑنے ہوئے نفس کو بگاڑنے کا مزید سبب بن جایا کرتا ہے جو روزہ بھی وہ رکھتے ہیں وہ ان کے نفس مشتعل کے لئے ایک چابک کا کام دیتا ہے جس سے ان کا نفس تیز سے تیز تر ہوتا جلتا ہے جو شخص روزے کی برکتوں سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ وہ روزے کو اپنے نفس کے لئے ایک لگام کے طور پر استعمال کرے اور ہر اشتعال دلانے والی بات کو اسی سپر پر روکے جس کا ذکر ہم نے اوپر کیا ہے تجربہ گواہی دیتا ہے کہ اگر روزے کے احترام کا یہ احساس طبعیت پر غالب رہے تو آدمی بڑی سے بڑی ناگواریاں برداشت

ان کا ایک علاج تو یہ ہے کہ آدمی خاموشی کو روزے کے ضروری آداب میں سے سمجھے۔ ہم ادب و بیان کر چکے ہیں کہ پچھلے مذہب میں چپ رہنا بھی روزے کے شرائط میں داخل تھا چنانچہ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام روزہ کی حالت میں صرف اشارہ سے بات کرتی تھیں اسلام نے روزہ داروں پر یہ پابندی تو عائد نہیں کی ہے لیکن اس پابندی کے نہ ہونے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ آدمی روزے میں اپنی زبان کو چھوٹ دے دے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر کوئی ضروری اور مفید بات کرنے کا موقع پیش آجائے تو کر لے دند خاموش رہے جو شخص ہر قسم کی انا پرست شہناپ اور جھوٹی سچی باتیں زبان سے نکالتا رہتا ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ پھر اس کا ٹھنڈا پینا چھوڑ دینا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک بالکل بے نتیجہ کام ہے۔

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص جھوٹ بولتا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس بات کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے“

ردیاض الصالحین بحوالہ بخاری

اس کا دوسرا علاج یہ ہے کہ آدمی کا جو وقت گھر کے کام کاج اور معاش کی مصروفیتوں سے فاضل پئے اس کو مفید چیزوں کے مطالعہ میں صرف کرے روزے کے دنوں کے لئے قرآن شریف، حدیث شریف، سیرت نبویؐ، سیرت صحابہؓ اور تزکیہ نفس کی کتابوں کے مطالعہ کا ایک باقاعدہ پروگرام بنائے خصوصیت کے ساتھ قرآن مجید کے تدبر پر پابندی کے ساتھ کچھ نہ کچھ وقت ضرور صرف کرے

کر جاتا ہے اور اس پر کوئی احساس بہتری طاری نہیں ہوتا۔ بلکہ اس طرح کی آزمائش کے جتنے مواقع اس کے سامنے آتے ہیں وہ ہر موقع پر یہ محسوس کرتا ہے کہ اس نے شیطان پر ایک فتح حاصل کی ہے اور اس فتح کا احساس اس کے غصہ کو ایک راحت و اطمینان کی شکل میں تبدیل کر دیتا ہے۔

دل بہلانے والی چیزوں کی عنایت

روزے کی ایک عام آفت یہ بھی ہے کہ بہت سے لوگ جن کے ذہن کی تربیت نہیں ہوئی ہوتی ہے، کھاتے پیتے اور زندگی کی بعض دوسری دلچسپیوں سے علیحدگی کو ایک محرومی سمجھتے ہیں اور اس محرومی کے سبب سے ان کے لئے دن کا ٹٹنے مشکل ہو جاتے ہیں۔ اس مشکل کا حل وہ یہ پیدا کرتے ہیں کہ بعض ایسی دلچسپیاں تلاش کر لیتے ہیں جو ان کے خیال میں روزے کے مقصد کے منافی نہیں ہوتیں مثلاً یہ کہ تاش کھیلنے ہیں، ناول پڑھنے اور افسانے پڑھتے ہیں، ریڈیو پر گانے سنتے ہیں دوسٹری میں بیٹھ کر گپیں ہانکتے ہیں اور بعض من چلے سینما کے ایک آدھ شو دیکھ آنے میں بھی کوئی قیامت نہیں خیال کرتے۔

ان سب سے زیادہ سہل الحصول دلچسپی بعض لوگ یہ پیدا کر لیتے ہیں کہ اگر ایک دو ساتھی میسر آجائیں تو کسی کی غیبت میں لپٹ جاتے ہیں۔ روزے کی جھوک میں آدمی کا گوشت بڑا لذیذ معلوم ہوتا ہے اور تجربہ گوارا ہی دیتا ہے کہ اگر روزہ رکھ کے آدمی کو یہ لذیذ مشغلہ مل جائے تو آدمی جھوٹ، غیبت، بخوار اور اس قسم کی دوسری آفتوں کا جن کو حدیث میں حصائد اللسان سے تعبیر کیا گیا ہے ایک انبار لگا دیتا ہے اور اسی مشغلہ میں صبح سے شام کو دیتا ہے یہ چیزیں آدمی کے روزے کو بالکل برباد کر کے رکھ دیتی ہیں۔

اس آفت کا اول علاج تو یہ ہے کہ آدمی اپنی نیت کو ہر دوسرے شائبہ سے ستے الامکان پاک کرنے کی کوشش کرے اسے ہر روز یہ سوچنا چاہئے کہ اپنے روزے کو تمام برکتوں سے محروم کر کے فاجر کے درجہ میں ڈال دینا اتنا ہی نادانی ہے، آخر یہ مشقت اٹھانے کا حاصل کیا ہو، جب کہ یہ دنیا میں بھی موجب کلفت اور آخرت میں بھی موجب وبال بنے اس طرح نفس کے سامنے بار بار روزہ کی قدر و قیمت واضح کرنی چاہئے تاکہ اس کی نگاہ دوسروں کی طرف سے ہٹ کر خدا کی طرف متوجہ ہو۔

اس کا دوسرا علاج یہ ہے کہ آدمی رمضان کے فرض روزوں کے علاوہ نفلی روزے بھی رکھے اور اس میں دو باتوں کا اہتمام کرے ایک ستے الامکان اخفاء کا یعنی ان کا اشتہار دینے کی کوشش نہ کرے دوسری اعتدال یا میانہ روی کا یعنی نفلی روزے اسی حد تک رکھے جس حد تک خواہشات و شہوات کو حالت اعتدال پر لانے کے لئے ان کی ضرورت ہو۔ اگر اس حد سے آدمی بڑھ جائے گا تو یہ چیز خود بھی ایک فتنہ ہے اور اسلام نے اس سے بھی بڑی شدت کے ساتھ روکا ہے روزے کی حیثیت ایک دوا کی ہے۔ دوا اگر ضرورت سے زیادہ استعمال کر لی جائے تو بسا اوقات یہ خود بھی ایک بیماری بن جاتی ہے۔

(بقیہ صفحہ بزم انصار)

مولوی کلاس کا امتحان ولایا جائے۔

مدقات و زکاة ادا کرتے وقت اپنے دارالعلوم کو یاد رکھا کریں۔

حزب الانصار کی طرف سے چلتا پھرتا مبلغ شمس الاسلام جاری ہے اس کی سرپرستی فرمائیے۔

یہ بابرکت الاملاس نعرائے تجسیم پذیر ہوا۔

قرآن مجید کو روزے کی عبادت کے ساتھ جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے ایک خاص مناسبت ہے، اس مناسبت کے سبب سے روزہ دار پر قرآن کی خاص برکتیں ظاہر ہوتی ہیں ہر روزہ دار کو ان برکتوں کے حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

قرآن مجید اور ماثور دعاؤں کے یاد کرنے کے لئے بھی آدمی کچھ نہ کچھ وقت ضرور نکالے اس طرح قرآن مجید اور منون دعاؤں کا آدمی کے پاس آہستہ آہستہ ایک ذخیرہ جمع ہو جاتا ہے جو آدمی کے جمع کئے ہوئے مال و اسباب کے ذخیروں سے کہیں زیادہ قیمتی ہوتا ہے

ریا

ریا کا فتنہ جس طرح تمام عبادتوں کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ اسی طرح روزے کے ساتھ بھی لگا ہوا ہے بہت سے لوگ روزے تو رکھتے ہیں بالخصوص رمضان کے روزے لیکن ہو سکتا ہے کہ اس میں بہت کچھ دخل اس احساس کو بھی ہو کہ روزے نہ رکھے تو پاس پڑوس کے روزہ داروں میں نچوڑنا پڑے گا یا لوگوں میں دینداری کا جو بھرم ہے وہ جاتا رہے گا یا اپنے گھر اور خاندان والے ہی پرمانیں گے اس طرح کے مختلف احساسات ہیں جو رمضان کے روزوں میں شریک بن جاتے ہیں اور اس طرح وہ مخلص نیت کو وہاں مشتبہ ہو جاتا کرتا ہے جو روزے کی حقیقی برکتوں کے طہور کے لئے ضروری ہے اس لئے کہ جس روزے میں خدا کی خوشنودی کے سوا کوئی اور محرک شریک ہو جائے یہ روزہ وہ روزہ نہیں ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ”بندہ میرے لئے اپنا کھانا پینا اور اپنی شہوت چھوڑتا ہے، روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، بلکہ یہ روزہ اسی غرض کے لئے ہو جائے گا جس غرض کے لئے رکھا گیا ہے۔“

حضرت مولانا عبدالشکور صاحب دہلوی

حضرت عثمانؓ کے کلمات طیبات

۱۔ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تجارت کرو تو

بہت نفع ہوگا۔

۲۔ فرماتے تھے کہ ”بندگی اس کو کہتے ہیں کہ احکام الہی کی حفاظت

کے اور جو عہد کسی سے کرے اس کو پورا کرے اور جو کچھ مل جائے اس پر راضی ہو جائے اور جو نہ ملے اس پر مبرا کرے۔“

۳۔ فرماتے تھے کہ دنیا کی فکر کرنے سے تاریکی پیدا ہوتی ہے اور آخرت کی فکر کرنے سے روشنی پیدا ہوتی ہے۔

۴۔ فرماتے تھے کہ متنی کی علامت یہ ہے کہ اگر آدمی سب لوگوں کو تو سمجھے کہ نجات پانچاں ہے اور اپنے آپ کو سمجھے کہ ہلاک ہو گیا

۵۔ فرماتے تھے کہ سب سے زیادہ بربادی یہ ہے

کہ کسی کو بڑی عمر ملے اور وہ سفر آخرت کی کچھ تیاری نہ کرے۔

۶۔ فرماتے تھے کہ دنیا جس کے لئے قید خانہ ہو قبر اس کے لئے باغِ راحت ہوگی

۷۔ فرماتے تھے کہ اگر تمہارے دل پاک ہو جائیں تو کبھی قرآن شریف کی تلاوت باسماعت سے سیری نہ ہو۔

حضرت علیؓ کے کلمات طیبات

۱۔ فرماتے تھے بندے کو چاہئے کہ سوا اپنے رب کے

کسی سے امید نہ رکھے اور اپنے گناہوں کے سوا کسی چیز کا خوف نہ رکھے۔

۲۔ فرماتے تھے کہ جو کسی بات کو نہ جانتا ہو اس کو سیکھنے

میں شرم نہ کرنی چاہئے اور کسی سے کوئی ایسا مسئلہ پوچھا جائے جس کا علم نہ ہو تو اس کو بلا تکلف کہہ دینا چاہئے کہ اللہ اعظم

۳۔ فرماتے تھے کہ مبارک ہو اس بندے کو جو گناہ ہو وہ

وہ لوگوں کو جانتا ہو مگر لوگ اس کو نہ جانتے ہوں اور اللہ کی رضامندی

اس کو حاصل ہو۔ ایسے ہی لوگ یدایت کے چلا رہے ہیں ان کی برکت سے تاریک فتنے دور ہوتے ہیں اللہ ان کو اپنی رحمت میں داخل

کرتا ہے یہ لوگ اپنی حالت کا اظہار کرنے والے اور کسی کی بدگوئی

کرنے والے نہیں ہوتے اور نہ بے مروت ریاکار ہوتے ہیں

۴۔ ایک روز قبرستان میں بیٹھے تھے۔ کسی نے کہا کہ اے

ابوالحسن! آپ یہاں کیوں بیٹھے ہیں تو فرمایا کہ میں ان لوگوں کو بہت

۱۷۔ فرماتے تھے کہ جب تقدیر کا معاملہ آجاتا ہے تو تدبیر کا کمال ہو جاتی ہے۔

۱۸۔ فرماتے تھے کہ ”بخیل جلد فقیر ہو جاتا ہے دنیا میں تو فقیروں کی ہی زندگی بسر کرتا ہے اور آخرت میں اس کو مالداروں کی طرح حساب دینا پڑے گا۔“

۱۹۔ فرمایا کرتے تھے کہ احمق ہمیشہ محتاج رہتا ہے اور عقلمند ہمیشہ غنی رہتا ہے اور لالچی ہمیشہ ذلت میں بندھا ہوا رہتا ہے۔

۲۰۔ فرمایا کرتے تھے کہ طمع کی چکاچوند میں عقل گر جاتی ہے۔
۲۱۔ آخری وصیت میں فرمایا، اے لوگو! اللہ کی توحید پر قائم رہنا۔ کسی کو خدا کا شریک نہ بنانا۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل کرنا۔ اگر یہ دونوں کام تم نے کئے تو ہر برائی تم سے دھور سہے گی۔ توحید اور سنت و دستور دین کے ہیں اور دو مشعل تباہی راہ ہلاکت کی ہیں۔

معذرت

کاتب صاحب کے علیل ہو جانے کے باعث ماہ مارچ ۱۹۴۰ء کا شمارہ ۳۲ صفحات کی بجائے ۲۴ صفحات پر مشتمل کیا جا رہا ہے۔

اس سلسلہ میں ادارہ شمس الاسلام قارئین شمس الاسلام سے معذرت خواہ ہے اللہ العزیز آئندہ ماہ یہ کمی پوری کر دی جائے گی۔

رہبر

اچھا ہم نشین پاتا ہوں کسی کی بدگوئی نہیں کرتے اور آخرت کی یاد دلاتے ہیں۔

۵۔ فرماتے تھے کہ ”لوگ سو رہے ہیں جب مریں گے اس وقت بیدار ہوں گے“

۶۔ فرماتے تھے کہ اگر عالم غیب کے پردے ہٹا دیئے جائیں تو میرے یقین میں زیادتی نہ ہوگی۔

۷۔ فرماتے تھے کہ جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

۸۔ فرماتے تھے کہ ہر انسان اپنے زبان کے نیچے چھپا ہوا ہے۔

۹۔ فرماتے تھے کہ جس کی زبان شیریں ہوگی اس کے بھائی بہت ہوں گے

۱۰۔ فرماتے تھے کہ اس شخص کو نہ دیکھو جس کا کلام ہے بلکہ خود کلام کو دیکھو۔

۱۱۔ فرماتے تھے کہ احسان زبان کو قطع کر دیتا ہے۔

۱۲۔ فرماتے تھے کہ جب دشمن پر تم کو قابو حاصل ہو تو اس کا بول پانے کا شکریہ یہ ہے کہ اس کا قصور معاف کر دو۔

۱۳۔ فرماتے تھے کہ جو شخص کسی بات کو دل میں چھپاتا ہے وہ اس کی زبان کی جنبش سے اور اس کی صورت سے ظاہر ہو جایا کرتی ہے

۱۴۔ فرماتے تھے کہ علم ادب کو اعلیٰ کر دیتا ہے اور جہل اعلیٰ کو ادب بنا دیتا ہے علم مال سے بہتر ہے کیونکہ علم تمہاری حفاظت کرے گا اور مال کی حفاظت تم کو کرنا پڑے گی

۱۵۔ فرماتے تھے کہ ایمان کی علامت یہ ہے کہ جہاں تیغ بولنے سے نقصان کا اندیشہ ہو وہاں بھی تیغ بولو۔

۱۶۔ فرماتے تھے کہ احسان کر کے آزاد کو بھی غلام بنایا

جاسکتا ہے۔

مردہ جانفرا

طالبان علوم دینیہ کو اس مردہ جانفرا سے نور سند کیا جاتا ہے کہ
 کَلَامُ الْعُلَمَاءِ سُنَّۃٌ حَسَنَةٌ کا داخلہ چھ سوال سے بیس سوال المکرم تک
 کھلا رہے گا جس میں تمام علوم و فنون کی کتابوں اور درس نظامی
 کی تدریس کا انتظام ہے اور اس کے علاوہ مولوی کلاس کے لئے
 بیس طلباء بٹل پاس کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ یہ سیر و فی طلباء
 کے سبق و طبق کا انتظام حزیب انصار کی طرف سے ہوگا۔

مظہر العلوم عمر بنیہ بھیرہ